مفتاح الدرر في تحقيق حديث ابن عمر

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ ترک رفع الیدین پر ایک مرفوع حدیث امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب "**الخلافيات بين الإمامين الشافعي و أبي حنيفة و أصحابه**" میں موجود ہے۔ وہ حدیث ترک رفع الیدین پر واضح دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رفع الیدین کو ترک کر دیا تھا۔ محدثین کرام اور غیر مقلدین نے اس حدیث پر چند اعتراضات وارد کیے ہیں جو کہ اصول حدیث اور حقائق کی روشنی میں باطل و مردود ہیں۔ اس تحریر میں ہم ان اعتراضات کا مدلل و مفصل جواب پیش کریں گے۔

حدیث:

أخبرنا أَبُو سَعْدٍ سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الشَّعَيْبِيُّ الْعَدْلُ، حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ مِنْ حِفْظِهِ بِبَغْدَادَ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرَاثِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَوْنٍ الْخَرَّازُ، ثنا مَالِك، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ - صلى الله عليه وسلم - كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَا يَعُودُ[1]۔

ترجمہ:

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے (اور) اس کے بعد (رفع الیدین) نہیں کرتے تھے۔"

سند کی تحقیق:

ابوبکر احمد بن حسین بن علی البیہقی:

(۱) امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہا:

هُوَ الحَافِظُ العَلاَّمَةُ، الثَّبْتُ، الفَقِيْهُ، شَيْخُ الإِسْلاَمِ[2]۔

(۲) امام سمعانی رحمہ اللہ نے کہا:

كان اماما فقيها حافظا جمع بين معرفة الحديث و فقهه[3]۔

ابوسعد سعید بن محمد الشعیبی:

امام ابراہیم بن محمد الصریفینی رحمہ اللہ نے کہا:

معروف من اهل الحديث، و أدرك الأسانيد العالية بالعراقين[4]۔

ابوعبداللہ محمد بن غالب:

(۱) امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہا:

---

[1] الخلافيات بين الإمامين الشافعي و أبي حنيفة و أصحابه، ج:۰۲، ص:۳۸۶، برقم:۱۷۵۸

[2] سير أعلام النبلاء، ج:۱۸، ص:۱۶۳، برقم:۸۶

[3] الأنساب، ج:۰۲، ص:۴۱۲، برقم:۶۷۱

[4] المنتخب من كتاب السياق لتاريخ نيسابور، ص:۲۴۷، برقم:۷۲۷

مفتي الأندلس، الفقيه، أحد الأئمة[۱]۔

(۲) امام ابن الفرضی رحمہ اللہ نے کہا:

حافظاً للفقه، عالماً بالشروط، متقدماً فيها[۲]۔

احمد بن محمد بن خالد البراثی:

(۱) امام دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا:

ثقة مأمون[۳]۔

(۲) امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہا:

الإمام، المقرئ، المحدث، المجود[۴]۔

عبداللہ بن عون الخراز:

(۱) امام ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا:

ثقة عابد[۵]۔

(۲) امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہا:

الإمام، المحدث، الزاهد، العابد، بركة الوقت[۶]۔

مالک بن انس المدنی:

(۱) امام ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا:

الفقيه إمام دار الهجرة رأس المتقنين وكبير المتثبتين[۷]۔

(۲) امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہا:

هو شيخ الإسلام، حجة الأمة، إمام دار الهجرة[۸]۔

ابن شہاب الزہری:

(۱) امام ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا:

---

۱ سير أعلام النبلاء، ج:۱۴، ص:۸۹، برقم:۴۸۔ تاريخ الإسلام، ج:۰۶، ص:۱۰۴۱، برقم:۴۷۸

۲ تاريخ علماء الأندلس، ج:۰۲، ص:۲۲، برقم:۱۱۴۸

۳ سؤالات حمزة للدارقطني، ص:۱۳۹، برقم:۱۲۳

۴ سير أعلام النبلاء، ج:۱۴، ص:۹۲، برقم:۵۱

۵ تقريب التهذيب، ص:۳۱۷، برقم:۳۵۲۰

۶ سير أعلام النبلاء، ج:۰۶، ص:۳۷۵، برقم:۱۵۷

۷ تقريب التهذيب، ص:۵۱۶، برقم:۶۴۲۵

۸ سير أعلام النبلاء، ج:۰۸، ص:۴۸، برقم:۱۰

الفقيه الحافظ متفق على جلالته وإتقانه[۱]۔

(۲) امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہا:

الإمام، العلم، حافظ زمانه[۲]۔

سالم بن عبداللہ:

(۱) امام ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا:

أحد الفقهاء السبعة وكان ثبتا عابدا فاضلا[۳]۔

(۲) امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہا:

الإمام، الزاهد، الحافظ، مفتي المدينة[۴]۔

عبداللہ بن عمر:

یہ صحابی ہیں اور اہلسنت کے نزدیک تمام صحابہ عادل اور ثقہ ہیں۔

خلاصۃ التحقیق:

مذکورہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کی سند بلکل صحیح ہے اور اسے کے تمام راوی ثقہ وصدوق ہیں۔غیر مقلدین کا اس صحیح السند حدیث کو موضوع اور باطل قرار دینا غلط ہے۔یہ صرف ان کا تعصب ہے۔

اعتراضات:

اب ہم اس صحیح السند حدیث پر محدثین کرام اور غیر مقلدین کی طرف سے کیے گئے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

اعتراض نمبر ا:

اس حدیث کی سند میں امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ ہیں جو کہ مدلس ہیں اور امام ابن حجر رحمہ اللہ نے انہیں طبقہ ثالثہ میں درج کیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ یہاں وہ عن کے ساتھ روایت کر رہے ہیں۔اصول حدیث کا ایک عام طالب علم بھی یہ بات جانتا ہے کہ مدلس (طبقہ اول اور طبقہ ثانیہ کے علاوہ) کی عن والی روایت سماع کی تصریح کے بغیر ضعیف ہوتی ہے۔

الجواب:

اول: غیر مقلدین کے نزدیک امام ابن حجر رحمہ اللہ کا امام زہری رحمہ اللہ کو طبقہ ثالثہ میں درج کرنا صحیح نہیں ہے۔ارشاد حق آثری صاحب ایک مقام پر امام زہری رحمہ اللہ کی تدلیس کا جواب دیتے ہوئے امام ابن حجر رحمہ اللہ کی تقسیم سے اختلاف کرتے ہیں اور پھر امام ذہبی رحمہ اللہ سے امام زہری رحمہ اللہ کا قلیل التدلیس ہونا نقل کرتے ہیں۔اس کے بعد وہ امام صلاح الدین رحمہ اللہ اور امام حلبی رحمہ اللہ کا امام زہری رحمہ اللہ کو طبقہ ثانیہ میں درج کرنا نقل کرتے ہیں[۵]۔

---

[۱] تقريب التهذيب، ص:۵۰۶، برقم:۶۲۹۶

[۲] سير أعلام النبلاء، ج:۰۵، ص:۳۲۶، برقم:۱۶۰

[۳] تقريب التهذيب، ص:۲۲۶، برقم:۲۱۷۶

[۴] سير أعلام النبلاء، ج:۰۴، ص:۴۵۷-۴۵۸، برقم:۱۷۶

[۵] توضيح الكلام في وجوب القراة خلف الإمام، ص:۳۵۸

آخر میں آثری صاحب کہتے ہیں کہ:

"ہماری ان گزارشات سے واضح ہوجاتا ہے کہ امام زہری رحمہ اللہ کو مدلسین کے تیسرے طبقہ میں شمار کرنا صحیح نہیں ہے[1]۔"

لہذا امام زہری رحمہ اللہ کی تدلیس کا اعتراض کرکے غیر مقلدین کا اس حدیث کو ضعیف قرار دینا ان کے اپنے اصولوں کی روشنی میں باطل ومردود ہے۔

دوم: غیر مقلدین کے اصولوں کے مطابق اگر کسی مدلس راوی کی کوئی معتبر متابعت یا قوی شاہد مل جائے تو تدلیس کا الزام ختم ہوجاتا ہے۔

(۱) غیر مقلدین کے محقق العصر زبیر علی زئی کہتے ہیں کہ:

"مدلس راوی کی اگر معتبر متابعت یا قوی شاہد مل جائے تو تدلیس کا الزام ختم ہوجاتا ہے[2]۔"

(۲) ارشاد الحق آثری صاحب ایک مقام پر ابوالزبیر کی تدلیس پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"اور مدلس سے تدلیس کا الزام اس وقت ختم ہوجاتا ہے جب وہ سماع کی صراحت کرے اور اس کا کوئی متابع ہو تو بھی روایت صحیح ہوگی۔ علی سبیل التنزل اگر اس روایت کا شاہد ہو تو یہ بھی اس روایت کے صحیح ہونے کی دلیل ہوگی[3]۔"

مذکورہ روایت کے دو صحیح السند شاہد بھی موجود ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

شاهد نمبر ۱:

حدثني عثمان بن محمد قال: قال لي عبيد الله بن يحيي: حدثني عثمان بن سوادة بن عباد عن حفص بن ميسرة عن زيد بن اسلم عن عبدالله بن عمر قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بمكة نرفع ايدينا في بدء الصلوة وفي داخل الصلوة عند الركوع فلما هاجر النبي صلى الله عليه وسلم إلى المدينة ترك رفع اليدين في داخل الصلوة عند الركوع وثبت على رفع اليدين في بدء الصلوة۔۔۔ توفي[4]۔

ترجمہ:

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھے تو ہم رفع الیدین کرتے تھے نماز کی ابتداء میں اور نماز کے اندر رکوع کے وقت اور جب نبی پاک ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضور ﷺ نے نماز کے اندر رکوع والا رفع یدین چھوڑ دیا اور ابتداء کی رفع الیدین پر آپ ﷺ ثابت رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔"

حدیث:

قَالَ ابْنُ وَهْبٍ وَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ لِلصَّلَاةِ[5]۔

ترجمہ:

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ صرف نماز شروع کرنے (یعنی تکبیر تحریمہ) کے وقت ہی رفع الیدین کرتے تھے (اور پھر اس کے بعد نہیں کرتے تھے)۔"

یہ دونوں روایات سند کے اعتبار سے بلکل صحیح ہیں لیکن غیر مقلدین نے ان کو بھی مشکوک بنانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ان روایات پر غیر مقلدین کی

---

[1] توضيح الكلام في وجوب القراة خلف الإمام، ص: ۳۵۹

[2] نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام، ص: ۲۸

[3] توضيح الكلام في وجوب القراة خلف الإمام، ص: ۹۰۴

[4] أخبار الفقهاء والمحدثين، ص: ۲۸۲-۲۸۳، برقم: ۳۷۸

[5] المدونة الكبري، ج: ۰۱، ص: ۱۶۵-۱۶۶

طرف سے کیے گئے تمام اعتراضات کا جواب محقق العصر فیصل خان صاحب[1] اور دوسرے حنفی محققین نے اپنی کتب میں دے دیا ہے۔لہذا ان روایات کی تحقیق کے لیے آپ ان کتب کی طرف رجوع کریں۔خیر تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ امام زہری رحمہ اللہ کی تدلیس کا بہانہ بنا کر اس حدیث کو ضعیف قرار دینا باطل ومردود ہے۔

اعتراض نمبر ۲:

امام بیہقی رحمہ اللہ، امام ابن قیم رحمہ اللہ اور امام ابن حجر رحمہ اللہ اور البانی نے اس روایت کو موضوع اور باطل قرار دیا ہے۔لہذا یہ روایت موضوع ہے۔

الجواب:

یہ بات یاد رکھیں کہ مذکورہ حدیث کے تمام راوی ثقہ وصدوق ہیں۔اس کی سند میں کوئی بھی راوی کذاب نہیں ہے۔خیر اس اعتراض کا جواب بھی پیش خدمت ہے۔

روایت کب موضوع ہوتی ہے؟:

سب سے پہلے ہم غیر مقلدین کے اصولوں کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ کسی روایت پر موضوع کا حکم کب لگتا ہے۔

(۱) سنابلی صاحب کہتے ہیں کہ:

"کذاب راوی سچ بول سکتا ہے بلکہ شیطان کا بھی سچ بولنا ثابت ہے لیکن کذاب روایت میں کذب کا احتمال غالب ہے اس لیے موضوع کا حکم لگتا ہے[2]۔"

یعنی روایت پر موضوع کا حکم تب لگے گا جب اس روایت کی سند میں کوئی کذاب راوی ہوگا۔

(۲) جب سنابلی صاحب نے زبیر علی زئی صاحب کی مرضی کی ایک روایت کو موضوع قرار دیا تو زبیر علی زئی صاحب ان کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"جب اس سند میں کوئی کذاب وضاع راوی موجود نہیں بلکہ تمام راوی ثقہ وصدوق ہیں تو گھڑنے یا مکذوب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بلکہ یہ تو صحیح حدیث کی تکذیب ہے جو کہ اہل حدیث کا منہج ہرگز نہیں[3]۔"

زبیر علی زئی صاحب مزید کہتے ہیں کہ:

"دوسرے یہ کہ جب سند کے سارے راوی ثقہ وصدوق ہیں، کوئی مدلس نہیں اور نہ کسی قسم کے انقطاع کا نام ونشان ہے تو سنابلی صاحب کا رٹا لگاتے ہوئے بار بار اسے موضوع اور من گھڑت قرار دینا کیا معنی رکھتا ہے؟!

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ سنابلی صاحب نے ہماری پیش کردہ روایت کے تمام راویوں کا ثقہ وصدوق ہونا تسلیم کر لیا ہے اور ثقہ راوی پر متکلم فیہ والی جرح مردود ہوتی ہے، لہذا اس حدیث کو سنابلی اینڈ پارٹی کا موضوع، من گھڑت اور مردود کہنا بہت بڑا جھوٹ ہے[4]۔"

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک کسی روایت پر موضوع کا حکم تب لگتا ہے جب اس کی سند میں کوئی راوی کذاب ہو۔جبکہ ہماری پیش کردہ روایت کی سند کے تمام راوی ثقہ وصدوق ہیں۔اس روایت پر موضوع کا حکم لگانا زور، زبردستی، سینہ زوری اور ظلم ہے۔

خیر اب ہم محدثین کرام اور البانی کی طرف سے اس روایت پر کیے گئے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے: ترویح العینین، ص:۲۸۶-۳۱۱

[2] انوار البدفی وضع الیدین علی الصدر، ص:۸۴

[3] تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات، ج:۰۶، ص:۳۸۲-۳۸۳

[4] تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات، ج:۰۶، ص:۴۰۴

امام بیہقی رحمہ اللہ کے حکم کی تردید:

امام بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

هَذَا بَاطِلٌ مَوْضُوعٌ لَا يَجُوزُ أَنْ يُذْكَرَ إِلَّا عَلَى سَبِيلِ التَّعَجُّبِ أَوِ الْقَدْحِ فِيهِ، فَقَدْ رُوِّينَا بِالْأَسَانِيدِ الزَّاهِرَةِ عَنْ مَالِكٍ بِخِلَافِ هَذَا، وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ - رحمه الله - يَبْرَأُ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنْ هَذِهِ الرِّوَايَةِ[1]۔

"یہ روایت باطل اور موضوع ہے۔ اس روایت کا ذکر سوائے بطور تعجب اور بطور قدح کرنا جائز نہیں۔ تحقیق یہ ہے کہ ہم نے اس روایت کے خلاف امام مالک رحمہ اللہ سے اسانید زاہرہ سے (رفع الیدین) روایت کیا ہے جس سے اس روایت کی برات ہوتی ہے۔"

امام بیہقی رحمہ اللہ نے تعصب کی بنا پر اس روایت کو موضوع و باطل قرار دیا ہے۔ امام صاحب کی یہ جرح غیر مفسر ہے انہوں نے اس کا کوئی سبب بیان نہیں کیا۔ لہذا یہ جرح قابل قبول نہیں۔

زبیر علی زئی صاحب کے مطلب کی ایک روایت کو جب محدثین کرام نے غیر محفوظ قرار دیا تو اس پر زبیر صاحب تڑپ کر کہتے ہیں کہ:

"بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ، امام ابوحاتم رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو غیر محفوظ قرار دیا ہے، تو عرض ہے کہ یہ جرح غیر مفسر ہے جبکہ اس حدیث کے تمام راوی امام بخاری رحمہ اللہ، امام ابوحاتم رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ کے نزدیک ثقہ ہیں تو اسے کس دلیل کی بنیاد پر غیر محفوظ قرار دیا جا سکتا ہے؟[2]"

قارئین کرام! اگر کوئی روایت غیر مقلدین کے مطلب کی ہو تو وہ اصولوں کی رٹ لگانا شروع کر دیتے ہیں لیکن جب کوئی روایت ان کے موقف کے خلاف ہو تو پھر انہیں اصول بھول جاتے ہیں۔ غیر مقلدین کی روایت کو جب محدثین کرام نے غیر محفوظ قرار دیا تو ان سے برداشت نہیں ہوا اور اس جرح کو انہوں نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ جرح غیر مفسر ہے۔ اسی طرح ہماری پیش کردہ روایت کے تمام راوی بھی ثقہ وصدوق ہیں تو پھر ہماری روایت پر موضوع کا حکم کیوں؟ اس کے ساتھ ساتھ غیر مقلدین کے اصول جو کہ ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں ان کے مطابق بھی امام بیہقی رحمہ اللہ کا اس روایت کو موضوع و باطل قرار دینا درست نہیں کیونکہ اس کی سند میں کوئی بھی راوی کذاب نہیں ہے۔

چونکہ اس روایت کی سند صحیح ہے اسی لیے امام بیہقی رحمہ اللہ اس کی سند پر اعتراض نہ کر سکے تو انہوں نے ایک عجیب سا اعتراض کر دیا کہ ہم نے تو امام مالک رحمہ اللہ سے اس کے خلاف (یعنی اثبات رفع الیدین) روایت کیا ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ کا یہ اعتراض نہایت کمزور ہے کیونکہ امام مالک رحمہ اللہ کا مشہور مذہب بھی ترک رفع الیدین ہی تھا۔ امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کی تحقیق ہم آگے پیش کریں گے۔ لہذا امام بیہقی رحمہ اللہ کا اس صحیح روایت کو موضوع قرار دینا ان کی سخت خطا ہے اور یہ تعصب پر مبنی ہے کیونکہ اگر ہم امام بیہقی رحمہ اللہ کے اعتراض کو تسلیم بھی کر لیں تو تب بھی اس روایت پر موضوع کا حکم نہیں لگ سکتا۔ زیادہ سے زیادہ اس روایت کو شاذ قرار دیا جا سکتا ہے لیکن وہ بھی درست نہیں۔ شاذ والے اعتراض کا جواب بھی آگے آ رہا ہے۔

علامہ عابد سندھی رحمہ اللہ سے امام بیہقی رحمہ اللہ کا تعاقب:

علامہ عابد سندھی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

قلت: تضعيف الحديث لا يثبت بمجرد الحكم بالضعف، وإنما يثبت ببيان وجوه الطعن، وحديث ابن عمر الذي رواه البيهقي في خلافياته رجاله رجال الصحيح، فما أرى له ضعفاً بعد ذالك، اللهم إلا أن يكون الراوي عن مالك مطعوناً، لكن الأصل العدم، فهذا

---

[1] الخلافيات بين الإمامين الشافعي وأبي حنيفة وأصحابه، ج: ٠٢، ص: ٣٨٦، برقم: ١٧٥٨

[2] مسئلہ فاتحہ خلف الامام، ص: ٤٤

الحديث عندي صحيح لا محالة[۱]۔

"میں (عابد سندھی) کہتا ہوں کہ حدیث کی تضعیف محض کسی کے حکم لگانے سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ اسباب جرح کے بیان کرنے سے ہوتی ہے اور یہ حدیث (ترک رفع یدین) کی جو امام بیہقی رحمہ اللہ نے خلافیات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس کے رجال صحیح (بخاری و مسلم) کے رجال ہیں پس اس حدیث کا ضعف مجھے نظر نہیں آتا مگر یہ کہ امام مالک رحمہ اللہ سے راوی مجروح ہو لیکن ایسا بھی نہیں پس یہ حدیث میرے نزدیک بالیقین صحیح ہے۔"

لہذا امام بیہقی رحمہ اللہ کی جرح باطل و مردود ہے۔

امام ابن حجر رحمہ اللہ کے حکم کی تردید:

امام ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

وَهُوَ مَقْلُوبٌ مَوْضُوعٌ[۲]۔

امام ابن حجر رحمہ اللہ کی یہ جرح امام بیہقی رحمہ اللہ کی جرح کی طرح غیر مفسر ہے اور ظاہر سے یہی لگ رہا ہے کہ انہوں نے اس حدیث پر حکم لگانے میں امام بیہقی رحمہ اللہ کی اتباع کی ہے۔ امام ابن حجر رحمہ اللہ کا محدثین کرام کی اتباع کرنا کوئی نئی بات نہیں۔

زبیر علی زئی صاحب ایک مقام پر ابو قلابہ کی تدلیس پر کلام کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"حافظ ذہبی کی پیروی کرتے ہوئے حافظ ابن حجر نے آپ (ابو قلابہ) کو مدلسین میں شمار کیا مگر اس درجہ (المرتبۃ الاولی) میں جس کی عن والی روایات بھی ان کے نزدیک یکساں مقبول ہیں بلکہ (بعد میں) انہوں نے اس سے رجوع کر لیا اور بتایا کہ ابو قلابہ مدلس نہیں تھے۔[۳]"

یعنی امام ابن حجر رحمہ اللہ نے پہلے حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی اتباع کرتے ہوئے ابو قلابہ کو مدلسین میں شمار کیا تھا لیکن بعد میں انہوں نے اس سے رجوع کر لیا۔

زبیر علی زئی صاحب ایک اور مقام پر مؤمل بن اسماعیل پر امام بخاری رحمہ اللہ کی جرح کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"متقدمین و متاخرین جنہوں نے ضعفاء کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں مثلاً ابن عدی، ابن حبان، عقیلی اور ابن الجوزی وغیرہم، انہوں نے مؤمل بن اسماعیل پر بخاری کی یہ جرح نقل نہیں کی لہذا معلوم ہوا کہ حافظ مزی کو اس کے انتساب میں وہم ہوا ہے، ذہبی اور ابن حجر نے اس وہم میں ان کی اتباع کی ہے[۴]۔"

اس سے معلوم ہوا کہ امام ابن حجر رحمہ اللہ اکثر محدثین کرام کی اتباع میں ایسے کام کر دیا کرتے تھے۔ باقی امام صاحب نے کوئی اس کے موضوع اور مقلوب ہونے نہ ہی کوئی دلیل دی اور نہ ہی کوئی سبب بیان کیا، لہذا ان کی جرح باطل وہ مردود ہے۔ مزید یہ کہ امام صاحب نے اپنی کتاب میں رفع الیدین کے اثبات میں ایک موضوع و باطل روایت (**فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلَاتَهُ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ**)[۵] کو ذکر کر کے اس پر سکوت کیا ہے جو کہ سراسر ظلم ہے۔ جو روایت (من گھڑت) امام صاحب کے مذہب کے مطابق تھی اس موضوع روایت پر انہوں نے سکوت کر لیا اور جو ان کے مذہب کے خلاف تھی اس صحیح روایت پر انہوں نے موضوع اور مقلوب کا حکم لگا دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب نے تعصب کی بنا پر اس روایت کو موضوع اور مقلوب قرار دیا تھا۔

---

[۱] المواهب اللطيفة شرح مسند الإمام أبي حنيفة، ج:۰۲، ص:۳۲۶

[۲] التلخيص الحبير، ج:۰۱، ص:۵۴۶

[۳] مسئلہ فاتحہ خلف الامام، ص:۴۵

[۴] نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام، ص:۱۹

[۵] التلخيص الحبير، ج:۰۱، ص:۵۳۹

امام ابن قیم رحمہ اللہ کے حکم کی تردید:

امام ابن قیم رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں کہ:

وَمَنْ شَمَّ رَوَائِحَ الْحَدِيثِ عَلَى بُعْدٍ شَهِدَ بِاللهِ أَنَّهُ مَوْضُوعٌ[۱]۔

"جس نے حدیث کی خوشبو دور سے بھی سونگھی ہے وہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔"

امام صاحب نے اس حدیث کے موضوع ہونے پر کوئی دلیل نہیں دی لہذا یہ جرح غیر مفسر ہے جو کہ قابل قبول نہیں۔ مزید یہ کہ جرح کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نے بھی امام ابن حجر رحمہ اللہ کی طرح اس حدیث کو موضوع قرار دینے میں امام بیہقی رحمہ اللہ کا اتباع کی ہے۔

خیر امام ابن قیم رحمہ اللہ کی جرح غیر مفسر ہونے کی وجہ سے باطل ومردود ہے۔

البانی صاحب کے حکم کی تردید:

البانی صاحب نے اس حدیث پر کافی لمبا کلام کیا ہے[۲] جس کی وجہ سے ہم اسے یہاں پیش نہیں کر سکتے۔ بہرحال البانی صاحب نے چار وجوہات کی وجہ سے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ وہ چار وجوہات درج ذیل ہیں:

(۱) روایت کا شاذ ہونا۔

(۲) روایت کا موطا میں نہ ہونا۔

(۳) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا رفع الیدین کرنا۔

(۴) امام سالم رحمہ اللہ کا رفع الیدین کرنا۔

اب ہم ایک ایک کر کے تمام وجوہات کا جواب پیش کرتے ہیں۔

(۱) روایت کا شاذ ہونا:

البانی صاحب کے نزدیک روایت کا شاذ ہونا اس روایت کے موضوع و باطل ہونے کو مستلزم ہے۔ ہماری غیر مقلدین سے گزارش ہے کہ محدثین کرام سے دیکھائیں کہ کس محدث نہیں روایت کے شاذ ہونے کی وجہ سے اس پر موضوع یا باطل ہونے کا حکم لگایا ہے۔ اس کے علاوہ امام عبداللہ بن عون رحمہ اللہ ثقہ وصدوق راوی ہیں اور وہ امام مالک رحمہ اللہ سے ترک رفع الیدین بیان کرنے میں منفرد نہیں بلکہ امام ابن القاسم رحمہ اللہ اور امام ابن وہب رحمہ اللہ نے بھی امام عبداللہ بن عون رحمہ اللہ کی متابعت کر رکھی ہے۔ وہ روایت کچھ اس طرح ہے کہ:

حدیث:

قَالَ ابْنُ وَهْبٍ وَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ لِلصَّلَاةِ[۳]۔

ترجمہ:

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف نماز شروع کرنے (یعنی تکبیر تحریمہ) کے وقت ہی رفع الیدین کرتے تھے

---

[۱] المنار المنيف في الصحيح والضعيف، ص:۱۳۸

[۲] سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، ج:۰۲، ص:۳۴۶-۳۵۰، برقم:۹۴۳

[۳] المدونة الكبري، ج:۰۱، ص:۱۶۵-۱۶۶

(اور پھر اس کے بعد نہیں کرتے تھے)۔"

اس کے علاوہ امام مالک رحمہ اللہ اور جمہور مالکیہ کے عمل سے بھی اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔امام مالک رحمہ اللہ کے ترک رفع الیدین مذہب کی تحقیق آگے آرہی ہے۔لہذا روایت کے شذوذ کا بہانہ بنا کر اس روایت کو موضوع و باطل قرار دینا مردود ہے۔

(۲) روایت کا موطا میں نہ ہونا:

البانی صاحب کا یہ اعتراض بلکل کمزور ہے۔امام مالک رحمہ اللہ کا کسی حدیث کو اپنی کتاب موطا میں درج نہ کرنے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ ان کو اس حدیث کے متعلق ہم ہی نہیں تھا۔بہت ساری ایسی احادیث بھی موجود ہیں جو امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہیں لیکن ان کا موطا میں نام ونشان موجود نہیں۔لہذا اس طرح کے فضول اعتراضات کر کے صحیح السند حدیث کو موضوع قرار دینا متعصب لوگوں کا کام ہے۔

(۳) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا رفع الیدین کرنا۔

البانی صاحب کا تیسرا اعتراض یہ ہے کہ خود سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل بھی ترک رفع الیدین تھا جبکہ یہ حدیث اس کے خلاف ہے۔اس پر عرض ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ترک رفع الیدین بھی ثابت ہے۔اس پر دلائل پیش خدمت ہیں:

روایت:

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ[۱]۔

ترجمہ:

"امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے تکبیر اولیٰ کے علاوہ اور کہیں بھی نماز میں رفع الیدین نہیں کیا۔"

مذکورہ روایت سند کے اعتبار سے بلکل صحیح ہے۔غیر مقلدین نے اس کی سند پر جو اعتراضات وارد کیے ہیں ان کا جواب محقق العصر فیصل خان صاحب نے اپنی کتاب[۲] میں دے دیا ہے لہذا آپ وہاں اسے وہاں سے پڑھ سکتے ہیں۔اس کے علاوہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ترک رفع الیدین روایت کرنے میں امام مجاہد رحمہ اللہ منفرد نہیں ہیں بلکہ عبدالعزیز بن حکیم امام مجاہد رحمہ اللہ کی متابعت کر رکھی ہے۔عبدالعزیز بن حکیم والا اثر اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کو متابعت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

متابعت:

قَالَ مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ حَكِيمٍ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةِ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، وَلَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيمَا سِوَى ذَلِكَ[۳]۔

لہذا البانی صاحب کا یہ اعتراض بھی باطل ومردود ہے۔

---

[۱] شرح معاني الآثار، ج:۰۱، ص:۲۲۵، برقم:۱۳۵۷

[۲] تفصیل کے لیے دیکھیے: ترویح العینین، ص:۳۹۹-۴۱۰

[۳] موطأ مالك برواية محمد بن الحسن الشيباني، ص:۵۹، برقم:۱۰۸

(۴) امام سالم رحمہ اللہ کا رفع الیدین کرنا:

البانی صاحب کا آخری اعتراض یہ ہے کہ اس کی سند میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے امام سالم رحمہ اللہ موجود ہیں جو کہ رفع الیدین یہ قائل تھے۔تو اس پر عرض ہے کہ البانی صاحب کا اس سے استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ امام سالم رحمہ اللہ کے نزدیک رفع الیدین اولیٰ ہو، پس اس سے ترک رفع الیدین کا ناجائز ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ بہت سارے ائمہ ایسے ہیں جن کی مرویات کے مطابق ان کا عمل نہیں تھا۔

امام رامہرمزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

وَلَيْسَ يَلْزَمُ الْمُفْتِي أَنْ يُفْتِيَ بِجَمِيعِ مَا رَوَى وَلَا يَلْزَمُهُ أَيْضًا أَنْ يَتْرُكَ رِوَايَةً مَا لَا يُفْتِي بِهِ[۱]۔

"مفتی کو لازم نہیں ہے کہ اپنی تمام مرویات کے مطابق فتوی دے، اور یہ بھی لازم نہیں ہے کہ جس پر فتوی نہ دیا جائے اس کو ترک ہی کر دے۔"

لہذا البانی صاحب کا یہ اعتراض بھی باطل ہے۔

علماء کرام سے اس روایت کی تصحیح:

(۱) امام مغلطائی حنفی رحمہ اللہ اس روایت کی سند کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

وبحديث لا بأس بسنده[۲]۔

"اس حدیث کی سند میں کوئی خرابی نہیں ہے۔"

(۲) علامہ عابد سندھی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یہ روایت صحیح ہے[۳]۔

(۳) البانی صاحب اس روایت کی سند کے متعلق کہتے ہیں کہ:

وهذا سند ظاهره الجودة[۴]۔

"اس کی سند کا ظاہر ٹھیک ہے۔"

خلاصۃ التحقیق:

مذکورہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ الخلافیات کی یہ حدیث بلکل صحیح ہے۔اس پر کیے گئے تمام اعتراضات کمزور اور مردود ہیں۔اب ہم اگلے باب میں رفع الیدین کے متعلق امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کی تحقیق پیش کریں گے۔

---

[۱] المحدث الفاصل بين الراوي والواعي، ص:۳۲۲

[۲] شرح ابن ماجه لمغلطاي، ص:۱۴۷۲

[۳] المواهب اللطيفة شرح مسند الإمام أبي حنيفة، ج:۰۲، ص:۳۲۶

[۴] سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، ج:۰۲، ص:۳۴۷، برقم:۹۴۳